3۔ کون کہتا ہے کہ موت آئی تو مر جاؤں گا

احمد ندیم قاسمی

www.ilmkidunya.com

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
دَر	دروازہ، دہلیز	گھِر	محصور ہونا
پہلو	قرب ، پاس	پیمان وفا	ساتھ دینے کا وعدہ / اقرار
چارہ ساز	علاج کرنے والا ، کام بنانے والا	معیار	پرکھ، کسوٹی
سنور جانا	آراستہ ہونا، درست ہون		

www.ilmkidunya.com

اشعار کی تشریح

<u>شعر نمبر۔1</u>

کون کہتا ہے کہ موت آئی تو مر جاؤں گا

میں تو دریا ہوں سمندر میں اتر جا اس کا

<u>تشریح:</u>

غزل کے مطلع میں شاعر صوفیانہ نقطہ نظر سے بات کرتے ہوئے کہتا ہے کہ کون کہتا ہے کہ اسے موت آجائے تو وہ مکمل طور پر فنا ہو جائے گا، وہ تو ایک دریا کی مانند ہے جو مختلف مقامات سے گزر کر سمندر میں جا گرتا ہے۔ شاعر احمد ندیمؔ قاسمی موت کو فنا کی علامت خیال نہیں کرتے۔ وہ اس بات کے مخالف ہیں کہ موت سے انسان کی زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ اس شعر میں شاعر کہتا ہے کہ ان لوگوں کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ موت سے انسان مر کر فنا ہو جاتا ہے۔ میں ایک دریا ہوں۔ جب دریا سمندر میں پہنچ کر اس کے ساتھ شامل ہوتا ہے تو بظاہر اس کا وجود ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو اس کا وجود ایک بڑے اور وسیع و عریض سمندر کا حصہ بن کر محفوظ و مامون ہو جاتا ہے۔ یعنی انسان کا مرنا ختم ہونا نہیں بلکہ ایک نئی زندگی کے سفر کا نام ہے۔

<u>شعر نمبر۔2</u>

تیرا در چھوڑ کے میں اور کدھر جاؤں گا

گھر میں گھِر جاؤں گا صحرا میں بکھر جاؤں گا

<u>تشریح:</u>

www.ilmkidunya.com

اس شعر کی تشریح عشقِ مجازی کے حوالے سے یوں ہوگی کہ شاعر اپنے محبوب سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ اے میرے محبوب تیری دہلیز چھوڑ کر میں کہاں جاوں گا اگر میں نے تیری دہلیز چھوڑ دی تو میں کہیں کا نہ رہوں گا۔ شاعر کہتا ہے کہا اے میرے محبوب! تیرے دروازے پر پڑے رہنا ہی میری زندگی کا مقصد ہے۔ میں تیرے در کو نہیں چھوڑ سکتا اگر تیرا در مجھ سے چھوٹ گیا۔ یا تو میں اپنے گھر میں اپنے آپ کو قید کر دوں گا یا صحرا میں نکل کر اپنے آپ کو گم کر دوں گا۔ اگر خدانخواستہ مجھ سے تیری چوکھٹ چھُٹ گی تو میرا گھر ایک قید کی مانند ہو گا جس میں، میں محصور ہو کر رہ جاوں گا۔ صحرا میں زروں کی طرح بکھر جاوں گا۔

<u>شعر نمبر-3</u>

تیرے پہلو سے جو اُٹھوں گا تو مشکل یہ ہے

صرف اک شخص کو پاؤں گا جدھر جاؤں گا

<u>تشریح:</u>

اے میرے محبوب! میں تیرے قرب کو چھوڑ کر کہاں جاوں گا۔ یہ میرے لیے ناممکن ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ اے میرے محبوب! تیرے پہلو سے اٹھ کر اور تجھے چھوڑ کر میں کہیں اور کیسے جا سکتا ہوں۔ کیونکہ تیرا دیدار دی میرا

پہلا اور آخری مقصد ہے۔ اگر میں تجھ سے دور رہا تو میں پھر تیرے پاس آنے کی کوشش کروں گا اور تجھے ہی پانے کی آرزو کروں گا۔ اس لیے تیرے پہلو سے اٹھ کر میں اپنے آپ کو مشکل میں کیوں ڈال دوں۔ اپنے محبوب کے علاوہ کسی اور کو دل میں بسانے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

شعر نمبر۔4

اب تیرے شہر میں آؤں گا مسافر کی طرح

سایۂ ابر کی مانند میں گزر جاؤں گا

تشریح:

شاعر اپنے محبوب کی بے وفائی کا گلہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اے میرے محبوب! میں نے تیری بے وفائی سے تنگ آکر تیرا شہر چھوڑ دیا لیکن تجھے اپنے دل سے نہیں بلایا۔ اب جب کبھی مجھے تیرے شہر سے گزرنا ہوا تو کسی بادل کے سائے کی طرح گزر جاوں گا۔ جس شہر میں شاعر کا محبوب رہتا تھا۔ اب وہ وہاں موجود نہیں۔ شاعر کہتا ہے کہ اے میرے محبوب! میں تیری خاطر تیرے شہر آیا کرتا تھا اور یہاں صرف تیرے لیے قیام کرتا تھا۔ اب اگر اتفاقاً

www.ilmkidunya.com

میں یہاں آبھی جاوں تو تیرے شہر میں میری مثال ایک مسافر کی سی ہو گی کیونکہ میں تیرے سوا یہاں کسی کو نہیں جانتا۔ اس لیے بادل کے سائے کی طرح آگے گزرنے کی کوشش کروں گا۔

شعر نمبر۔5

تیرا پیمانِ وفا راہ کی دیوار بنا

ورنہ سوچا تھا کہ جب چاہوں گا مر جاؤں گا

تشریح:

شاعر اپنے محبوب سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ اے میرے محبوب ! چونکہ میں نے تیرے ساتھ وفا نبھانے کا جو وعدہ کیا ہے میں صرف اُسی کی وجہ سے زندہ ہوں۔ شاعر نے محبوب کے ساتھ ایک ساتھ جینے اور ایک ساتھ مرنے کا وعدہ کیا ہے۔ شاعر کہتا ہے میں صرف اُسی کی وجہ سے زندہ ہوں۔ شاعر نے محبوب کے ساتھ ایک ساتھ جینے اور ایک ساتھ مرنے کا وعدہ کیا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ ہم دونوں کے درمیان وفا نبھانے کا جو وعدہ ہوا تھا اب وہ میرے ارادے میں ایک رکاوٹ بن گیا ہے۔ ورنہ میں نے سوچا تھا کہ میں اپنی مرضی سے جب چاہوں گا مروں گا ورنہ زندہ رہوں گا لیکن اب میں اپنی مرضی کے بغیر بے وقت مرنا چاہتا ہوں اور تیرے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا کرنا چاہتے ہوں۔

www.ilmkidunya.com

شعر نمبر-6

چارہ سازوں سے الگ ہے میرا معیار کہ میں

زخم کھاؤں گا تو کچھ اور سنور جاؤں گا

تشریح:

یہی عشق کا شیوہ ہے کہ محبوب کے ہاتھوں زخم پر زخم کھانے کے بعد بھی عاشق غمگین ہونے کے بجاے اور گلہ شکوہ کرنے کی بجائے خوش ہوتا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ طبیبوں اور معالجوں کے معیار سے میرا معیار بالکل مختلف ہے۔ وہ زخموں کا علاجکر کے اسے ٹھیک کرتے ہیں۔ لیکن میں مزید زخم کھا کر اپنے آپ کو بہتر صحت مند اور ٹھیک ٹھاک محسوس کرتا ہوں ۔ اس لیے میرے زخموں کے علاج کی کوئی ضرورت نہیں۔ زخم کھانے پر غمگین نہیں ہوتا بلکہ اس کے عشق کو مزید تقویت ملتی ہے اور وہ اور نکھر جاتا ہے۔

شعر نمبر-7

زندگی شمع کی مانند جلاتا ہوں ندیمؔ

www.ilmkidunya.com

بجھ تو جاؤں مگر صبح تو کر جاؤں گا

تشریح:

غزل کے مقطع میں شاعر اپنی زندگی کو شمع سے تشبیہ دیتا ہے کہ جب تک اس کی جان میں جان ہے وہ ایک شمع کی طرح روشنی پھلائے گا۔ شاعر احمد ندیمؔ قاسمی اس شعر میں خود سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اے ندیم ! جس طرح رات کو شمع جلتی ہے اور صبح تک بلآخر ختم ہو کر بجھ جاتی ہے۔ میں بھی شمع کی طرح اپنے آپ کو جلا رہا ہوں۔ لیکن مجھے اپنے بجھنے اور ختم ہونے کا کوئی غم

نہیں کیونکہ میرے مرنے کے بعد ایک نئی صبح نمودار ہوگی جو مخلوق خدا کے لیے خوشی اور مسرت کی نوید ہوگی۔

احمد ندیم قاسمی کی شاعری میں ہمیں معاشرتی نا انصافی، غربت اور افلاس کے خلاف بغاوت کا عنصر ملتا ہے۔

(بسیط، دسمبر ۱۹۸۹ء)

www.ilmkidunya.com